محمد فاضل خان بلوچ
(اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور)

قرونِ وسطیٰ میں اسلامی کتب خانوں کی تنظیم

قرونِ وسطیٰ میں مسلمان کتب خانوں کی تنظیم کے اغراض و مقاصد سے پوری طرح باخبر تھے۔ اگر تنظیم کے اغراض و مقاصد کو مختصراً بیان کیا جائے تو ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ "علمی ذخیرہ کی حفاظت اور اس سے بھرپور استفادہ کرنا ہے"۔ اس لیے مسلمانوں نے تحفظِ کتب کیلئے کتب خانوں کی عمارات تعمیر کرائیں۔ قارئین کے ہاتھ تک کتب پہنچانے کے لئے فن وار تقسیم کی اور انہیں الماریوں میں علیحدہ علیحدہ کتب کی نشان دہی کی۔ ان کے حصول کے لئے کیٹلاگ مرتب کیے۔ اپنے گھر پر یا کتب خانے میں جا کر استفادہ کرنے کیلئے مستعار دیں۔ قارئین کو آسانی کیلئے گرمی سے بچنے کیلئے انتظامات کیے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نادار قارئین کے لئے کاغذ، روشنائی اور قلم کا مفت بندوبست کیا۔ ان تمام سہولیات کے علاوہ چھوٹے کتب خانوں کے لئے وہ قابلِ قدر رقوم مختص کرواتے تھے جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

کتب خانوں کی عمارت

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق سب سے پہلا عوامی کتب خانہ عبد الحکیم ابن عمرو بن عبد اللہ بن صفوان الجمحی (متوفی ۵۰ ھ) نے قائم کیا، اور اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کتب خانے کے لئے الگ عمارت بنوائی۔ چنانچہ ابو الفرج اصفہانی لکھتا ہے کہ "انہوں نے ایک مکان (کتب خانہ) بنوایا، جس میں ہر قسم کے علمی دفاتر قائم کیے۔ پھر اس میں کھیلوں کا انتظام بھی کیا۔ نیز (جدید دور کے کلاک روم کی طرح) کتب خانے کی دیواروں میں کھونٹیاں نصب کرائیں، جن پر قارئین اپنے چوغے وغیرہ لٹکاتے

تھے "۔ [1] اسی طرح عبدالرحمان ابن ابی لیلٰی (متوفی ۷۹ ھ) نے ایک خاص مکان (کتب خانہ) بنوایا اور اس میں بہت سے مصاحف رکھے ۔ [2] ان دو مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے کتب خانوں کی عمارت الگ بنوانے پرشروع ہی سے توجہ مبذول کی اور پھر حسب ضرورت کمرے بنوائے اور کمرے بنواتے وقت آب و ہوا کا خاص طور سے خیال رکھا گیا ۔

جنانچہ بوعلی سینا نے نوج بن منصور کے کتب خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ " میں سلطان سے اجازت لے کر ان کے کتب خانے میں گیا ۔ یہ کتب خانہ کئی کمروں پر مشتمل تھا ۔ [3] الحکیم ثانی (متوفی ۳۶۶ ھ) نے کتب خانے کے لیے ایک شان دار عمارت تعمیر کرائی اور کتابوں کی حفاظت کا اہتمام کیا ۔

بوعلی سینا نے اس کتب خانے کی صورت بیان کی ہے کہ ایک بہت بڑا مکان ہے جس میں بہت سے کمرے ہیں ۰۰۰۰۰۰۰ ہر فن کے لیے جدا کمرہ ہے ۔ [4] الحکیم ثانی(متوفی ۳۶۶ ھ) نے کتب خانے کے لیے ایک شان دار عمارت تعمیر کرائی اور کتابوں کی حفاظت کے لیے تمام عمارت کو سبز رنگ اور سبز پردوں سے مزین کیا اور ہر کمرہ ایک خاص علم یا فن کی کتابوں کے لیے مخصوص تھا ۔ [5] مسٹر اسکاٹ نے اس کتب خانے

---

[1] ابو الفرج اصفہانی کتاب الاغانی ۔ بیروت ،دار الثقافتہ ۱۹۵۵ء ج ۴ ،ص ۲۵۵ ۔ [2] محمد ابن سعد ۔ طبقات ابن سعد اصحاب کوفہ و تابعین ۔ مترجم نذیر الحق میرٹھی کراچی نفیس اکیڈمی ، ۱۹۷۱ء جلد ۶ ، ص ۱۳۰ ۔ [3] ابن ابی اصیعہ ۔ عین الانباتی طبقات الاطبا بیروت ، دار الفکر ،۱۹۵۶ء جلد ۳ ، ص ۶ / نکلسن اے لٹریری ہسٹری آف دی عربز لندن، کیمرج یونیورسٹی پیرس ۱۹۷۷ء ، ص ۲۶۶ ۔ [4] شبلی نعمانی " اسلامی کتب خانے " مقالات شبلی (تاریخی حصّہ دوم) اعظم گڑھ مطبع معارف ، ۱۹۵۱ء ، جلد ۶ ، ص ۱۲۰/ قاضی احمد لشیر بابن خلکان وفیات الاعیان مصر ، طبع بمطبعہ البابی الجلمی و شرکاہ دون التاریخ الجز الخامس۔ ص ۱۰

کی عمارت اور فرنیچر سے متعلق مندرجہ ذیل معلومات فراہم کی ہیں ۔

اندلس کے خلیفہ الحکم ثانی کے کتب خانے کی عمارت شان و شوکت میں قصر شاہی سے کم نہ تھی ۔ اس کا فرش نہایت قیمتی سنگِ مرمر کا تھا ۔ دیواریں اور چھتیں سنگِ خام کی تھیں ، جن پر سنگِ سبز اور سنگِ سرخ کی پچی کاری کی گئی تھی ۔ الماریاں نہایت قیمتی صاف و شفاف لکڑیوں کی تھیں اور ان میں بعض قسم کی لکڑی کو محض اس لیے انتخاب کیا گیا تھا کہ وہ مشکل سے حاصل ہوتی تھی ، جبکہ بعض قسم کی لکڑی کو اس لیے چُنا گیا تھا کہ اس سے لطیف خوشبو نکلتی تھی ۔ ہر ایک الماری پر سونے کے پتروں سے لکھا ہوا تھا کہ اس الماری میں کس مضمون کی کتابیں ہیں ۔ جگہ جگہ دیواروں پر مختلف لوگوں کے اقوال سنہری حروف میں لکھے ہوئے تھے ۔ تاکہ ان کو دیکھ کر لوگوں میں علم کا شوق اور بڑے بڑے علما اور شعرا کے قدم بقدم چلنے کا ذوق پیدا ہو ۔ دارالکتاب میں ایک کثیر تعداد کاتبوں ، جلد سازوں اور جلد بندوں کی مقرر تھی ۔ بہترین کتابوں پر سونا چڑھایا جاتا تھا اور ان کو نقش و نگار سے مزیّن کیا جاتا تھا ۔ اس صنعت میں وہ لوگ ایسی کاریگری دکھلاتے تھے کہ اب تک ان کی نقل نہیں ہو سکی نہ ہو سکے گی ۔ [۶]

عضدالدولہ دیلمی کے کتب خانے کا ذکر کرتے ہوئے علامہ بشاری نے لکھا ہے کہ عضد الدولہ نے شیراز میں بے نظیر اور محیّر العقول محل بنوایا جو بہشت کا نمونہ تھا ۔ اس محل میں ۳۹۰ کمرے تھے اور اس محل میں ایک شان دار کتب خانہ

---

[۵] مجموعہ اخبار ۔ اسلامی اندلس کی ایک جامع تاریخ مترجم محمد زکریا یا مائل دھلی انجمن ترقی اردو ھند ، ۱۹۳۲ ء ص ۱۵ ۔

[۶] ایس ۔ پی اسکاٹ ھسٹری آف دی مورش ایمپائر ۔ اخبار اندلس مترجم منشی محمد خلیل الرحمان لاھور ، عبدالرشید اینڈ برادرز دارالکتب ؛ ت ، ن ج ۱ ، ص ۶۲۵ ، ۶۲۶ ۔

تھے "۔ [1] اسی طرح عبدالرحمان ابنِ ابی لیلٰی (متوفی ۷۹ ھ) نے ایک خاص مکان (کتب خانہ) بنوایا اور اس میں بہت سے مصاحف رکھے ۔ [2] ان دو مثالوں سے واضح ہوتا ھے کہ مسلمانوں کے کتب خانوں کی عمارت الگ بنوانے پرشروع ھی سے توجہ مبذول کی اور پھر حسبِ ضرورت کمرے بنوائے اور کمرے بنواتے وقت آب و ھوا کا خاص طور سے خیال رکھا گیا ۔

چنانچہ بوعلی سینا نے نوح بن منصور کے کتب خانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ھے کہ " میں سلطان سے اجازت لے کر ان کے کتب خانے میں گیا ۔ یہ کتب خانہ کئی کمروں پر مشتمل تھا ۔ [3] الحکیم ثانی (متوفی ۳۶۶ ھ) نے کتب خانے کے لیے ایک شان دار عمارت تعمیر کرائی اور کتابوں کی حفاظت کا اہتمام کیا ۔

بوعلی سینا نے اس کتب خانے کی صورت بیان کی ھے کہ ایک بہت بڑا مکان ھے جس میں بہت سے کمرے ھیں ۰۰۰۰۰۰۰ ھر فن کے لیے جدا کمرہ ھے ۔ [4] الحکیم ثانی(متوفی ۳۶۶ ھ) نے کتب خانے کے لیے ایک شان دار عمارت تعمیر کرائی اور کتابوں کی حفاظت کے لیے تمام عمارت کو سبز رنگ اور سبز پردوں سے مزیّن کیا اور ہر کمرہ ایک خاص علم یا فن کی کتابوں کے لیے مخصوص تھا ۔ [5] مسٹر اسکاٹ نے اس کتب خانے

---

[1] ابو الفرج اصفہانی کتاب الاغانی ۔ بیروت ،دار الثقافتہ ۱۹۵۵ء ج ۴ ،ص ۲۵۵ ۔ [2] محمد ابن سعد ۔ طبقات ابن سعد اصحاب کوفہ و تابعین ۔ مترجم نذیر الحق میرٹھی کراچی نفیس اکیڈمی ، ۱۹۷۱ء جلد ٦ ، ص ۱۳۰ ۔ [3] ابن ابی اصیعہ ۔ عین الانباتی طبقات الاطبۂ بیروت ، دار الفکر ،۱۹۵٦ء جلد ۳ ، ص ٦ / نکلسن اے لٹریری ھسٹری آف دی عربز لندن، کیمرج یونیورسٹی پیرس ۱۹۷۷ء ، ص ۲٦٦ ۔ [4] شبلی نعمانی " اسلامی کتب خانے " مقالات شبلی (تاریخی حصّہ دوم) اعظم گڑھ مطبع معارف ، ۱۹۵۱ء ، جلد ٦ ، ص ۱۲۰/ قاضی احمد لشیر بابن خلکان وفیات الاعیان مصر ، طبع بمطبعہ البابی الجلمی و شرکاہ دون التاریخ الجز الخامس ۔ ص ۱۰

سرزمین برصغیر میں مغلیہ فرمانرواؤں نے کتب خانے کی عمارت پر خاصی توجہ کی ۔ ہمایوں نے جب دوبارہ تخت و تاج حاصل کیا تو شیر شاہ سوری کی بنوائی ہوئی عمارت شیر منڈل میں شاندار کتب خانہ قائم کیا ۔ [11] اسی طرح شہنشاہ اکبر نے جو زیادہ پڑھا لکھا نہ تھا ، شاہی کتب خانے کو دو حصوں میں منقسم کر رکھا تھا ۔ ایک حصہ قصر شاہی کے اندر اور دوسرا حصہ قصر سے باہر تھا ۔ [12]

یہ بات دلچسپ ہے کہ مسلمانوں کی اکثر پبلک لائبریریوں میں نہ صرف مطالعہ کیلئے الگ کمرے تھے ، بلکہ اجلاس کے لئے بھی کمرے تھے اور چھوٹے چھوٹے کمرے بحث و مباحثہ کے لئے موجود تھے ۔ [13]

تنظیم کے نقطۂ نظر سے دور جدید میں بڑے کتب خانوں میں شعبۂ حصولِ کتب ، شعبۂ فنی یا تکنیکی ، شعبۂ حوالہ جاتی خدمات اور شعبہ اجرائی پائے جاتے تھے ۔ قرون وسطیٰ میں اسلامی دنیا کے ہر قابلِ ذکر کتب خانہ میں بھی انتظامی سہولت اور خدمات مہیا کرنے کی خاطر ان ہی چار شعبہ جات پر مشتمل ہونا تھا ۔

حصولِ کتب

حصولِ کتب کا اہم ترین ذریعہ کتب فروشوں سے خرید کتب تھا ۔ عہدِ عباسیہ میں بغداد کے محلہ وضاحہ میں سو سے

---

۱۰ ۔ اولگا نیٹو " دی لائبریریز آف دی عربز ڈیورنگ دی ٹائم آف دی عباسڈز " اسلامک کلچر لاہور ، ڈی ۔ ایس ۔ جی لائبریری ، ۱۹۲۹ء ت ، ن ۔ ج ۳ ، ص ۲۲۷

۱۱ ۔ سرسید احمد خان ۔ آثار الصنادید ۔ کراچی پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی ، ۱۹۶۶ء ، ص ۵۸

۱۲ ۔ ابوالفضل ۔ آئین اکبری مترجم فدا علی طالب لاہور سنگ میل پبلیکیشنز ، ت ، ن ج ۱ ، ص ۱۹۰

۱۳ ۔ ایلمر ۔ ڈی جانسن ۔ ص ۹۴ ۔ ہسٹری آف لائبریریز آن دی ویسٹرن ورلڈ : نیویارک : سکاو یکرو پریس ۔ ۱۹۷۶ء

زائد کتب فروشوں کی دکانیں تھیں ، زولاق کی کتاب میں درج ہے کہ مصر میں تولونیوں اور اخشندیوں کے عہد میں الوراقین کے لئے الگ الگ بازار تھے جہاں کتابیں فروخت ہوتی تھیں ۔ [۱۴] حصولِ کتب کے لیے کتابوں کے ایجنٹ ایک اہم ذریعہ تھے ۔ یحییٰ بن خالد برمکی کے حالات میں لکھا ہے کہ جب کوئی ایجنٹ اور کتب فروش آتا تو سب سے پہلے یحییٰ کے ہاں آتا ، کیونکہ وہ ایک درہم کی بجائے ایک ہزار درہم ادا کرتے تھے ۔ [۱۵] الحکم ثانی کے مشہور زمانہ کتب خانے کے لیے مشہور کتب فروشوں کو حصولِ کتب پر مامور کیا گیا ، جن میں اسحاق بن منذر کا نام نامی خاص طور سے قابلِ ذکر ہے جو صاحب علم و ادب اور فہیم آدمی تھے اور انھوں نے یہ خدمت نہایت حسن و خوبی سے سرانجام دی ۔ [۱۶]

" جہاں تک تہذیب کا قدم پہنچ چکا تھا ، ایشیا کے تمام بڑے بڑے دارالسلطنتوں اور تجارت گاہوں میں بغداد ، قاہرہ ، دمشق ، سکندریہ اور قسطنطنیہ میں ان کے معتبرین متعین تھے کہ ان کے کتب خانوں کے لیے کتابیں تلاش کر کے بھیجیں ، خواہ کتنی ہی بڑی قیمت کوئی طلب کرتا یا کتنی ہی دقتیں اور تکالیف کسی کتاب کے حاصل کرنے میں اٹھانا پڑتیں ، کشادہ پیشانی سے برداشت کی جاتی تھیں ۔ مگر قرطبہ کے محل شاہی کے لیے کتاب خرید لی جاتی تھی ، کوئی کتاب جتنی کمیاب ہوتی اتنی ہی زیادہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی تھی ۔ اگر کوئی مالک اپنی کتاب فروخت کرنے میں تأمل یا انکار کرتا تو اس کی خوشامد کر کے اس کی نقل دینے پر اس کو آمادہ کر لیا جاتا تھا ، اور محض اس لیے کہ اس نے دینا منظور کر لیا ، اس کو گراں قدر انعام دیا جاتا تھا [۱۷]

---

[۱۴] احمد شبلی ۔ محوالہ بالا ۔ ص ۲۸

[۱۵] محمد عبدالرزاق کانپوری ۔ البرامکہ کانپور ۔ خواجہ عبدالوحید پریس ۱۹۳۸ء ص ۱۵۶

[۱۶] ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی بکر الدین الابار التکملہ لکتاب الصلۃ ۔ القاہرہ نشر الثقافۃ /جاری۰۰

اسی طرح ظفر بغدادی جو سب سے بڑا کتب فروش تھا ، الحکم کے لیے خرید کرتا تھا ۔ [۱۸]

موسیٰ بن شاکر اور اُن کے تینوں بیٹوں نے بعض علماء کو بلادِ روم میں محض کتابیں تلاش کرنے کے لیے بھیجا تھا ۔ [۱۹]

خرید کتب کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے کتب خانوں میں کتابیں بطور تحفہ بھی موصول ہوتی تھیں اور تحفہ بھیجنے والوں کی قدر افزائی اور مالی اعانت کی جاتی تھی ۔ اسحاق موصلی کو شعرا اور علما اپنی ہر تصنیف کا ایک ایک نسخہ بطور تحفہ بھیجتے تھے اور وہ انہیں گراں بہا صلہ دیتے تھے ۔ [۲۰]
الحکم ثانی اموی نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ جو مصنف کوئی نئی کتاب لکھ کر یا تصنیف کر کے امیر المومنین کے حضور پیش کرے گا وہ خطیر رقم کا مستحق قرار پائے گا ۔ اس اعلان کا نتیجہ یہ تھا کہ قبل اس کے کہ کتاب شائع ہو یا جس ملک میں وہ لکھی گئی ہو ، اس ملک والوں کو خبر ہو ، اصل کتاب قرطبہ پہنچ جاتی تھی ۔ نہایت نامور اور بلند خیال مصنف اپنی کتاب دور دراز ممالک سے امیر المومنین کے حضور بھیج دیتے تھے ، المغرب ، مصر ، بازنطین ، شام اور ایران سے کتابوں کے آنے کا سلسلہ جاری رہتا تھا ۔ کوئی اچھی کتاب ہوتی تھی تو کم از کم ایک ہزار دینار انعام پاتی تھی ۔ [۲۱]

نظام الملک طوسی کو جو نادر کتب بطور تحفہ ملتی تھیں وہ انہیں اپنے کتب خانوں میں داخل کر دیتے تھے ۔ ان کے مدرسۂ بغداد کے کتب خانے میں ۵۸۸ ھ میں گراں قدر اضافہ ہوا کیونکہ عبدالسلام بن فخر محمد بن یوسف بن نبدار نے بہت

---

[۱۶] الاسلامیہ ، ۱۸۲۵ء/ ۱۹۵۵ء ، جلد ۱ ، ص ۱۹۲

[۱۷] ایس ۔ پی ۔ اسکاٹ محولہ بالا ۔ ص ۶۲۳ ۔ ۶۲۴

[۱۸] ابن الابار ۔ محولہ بالا ، جلد ۱ ۔ ص ۳۲۷

[۱۹] جمال الدین ابو الحسن علی بن یوسف القفطی ۔ تاریخ الحکماء ۔ مصر : دون التاریخ ۔ ص ۲۰۹

[۲۰] محمد عبدالرزاق کانپوری ۔ محولۂ بالا ۔ ص ۳۲۰

سی نادر کتب اس سال خواجہ کو دیں ۔ [٢٢]

مغل فرماں روا اکبر کو مختلف مقامات اور اشخاص سے کتابیں بطور تحفہ وصول ہوا کرتی تھیں ۔ [٢٣] حتٰی کہ سرزمینِ عرب سے بھی لوگ اکبر کے ہاں کتابوں کے تحفے بھیجا کرتے تھے ، اس لیے بے شمار نادر کتابیں کتب خانۂ شاہی میں جمع ہو گئی تھیں ۔ [٢٤]

اورنگ زیب عالمگیر کو جب حافظ نور محمد مہر نے سامان سوکبار نواب گوہر آرا بیگم کے منتخبات احیاء العلوم کو کتابت و تصحیح کے بعد بطور تحفہ پیش کیا تو بادشاہ نے نور محمد کو ایک ہاتھی ، ایک ہزار نقد اور حافظ خان کا خطاب دیا ۔ [٢٥]

علاوہ ازیں ہر بڑے کتب خانے میں کاتب اور مترجمین حضرات بڑی تعداد میں ملازم رکھے جاتے تھے جو کے پریس کا کام دیتے تھے ۔

شعبۂ تکنیکی یا فنی

اس شعبے میں کتابیں ، درجہ بندی اور کیٹلاگ سازی کے مراحل سے گزرتی ہیں ۔ قرونِ واسطٰی کے اسلامی کتب خانوں میں کتابوں کو فن وار تقسیم کر کے رکھا جاتا تھا ۔ یہ تقسیم ہر کتب خانے کی اپنی پالیسی اور استعمال کی سہولت کے پیشِ نظر کی گئی تھی ۔

---

[٢١] ایس ۔ پی اسکاٹ محولۂ بالا ۔ ص ٦٧٢

[٢٢] تاج الدین سبکی ۔ طبقات شافیعہ الکبرٰی ۔ مصر مطبع الضہ المرلی ۔ دون تاریخ ۔ جلد ٣ ، ص ٢٣٠

[٢٣] صباح الدین عبدالرحمان ۔ بزم تیموریہ ۔ اعظم گڑھ مطبع معارف ١٩٤٨ء ، ص ١٢٣

[٢٤] مناظر احسن گیلانی ۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۔ ص ٦٩

[٢٥] محمد ساقی مستعد خان ۔ ناشر عالمگیری ۔ ترجمہ فدا علی طالب ۔ کراچی ، نفیس اکیڈمی ۔ ص ٣٩٦ ، ٣٩٧

بوعلی سینا کا قول ہے کہ میں نوح بن منصور کے کتب خانے گیا اور دیکھا کہ ایک کمرے میں عربی ادب اور نظم پر کتابیں تھیں ، دوسرے میں فقہ پر اور اسی طرح ہر کمرے میں ہر علم کی علیحدہ علیحدہ صنف کی کتابیں تھیں ۔ [۲۶]

علامہ بشاری کی صراحت کے مطابق عضد الدولہ دیلمی کے کتب خانے میں بھی ہر فن کے لیے جدا کمرے تھے ۔ [۲۷]

الحکم ثانی کے کتب خانے میں زراعت ، فلکیات ، ریاضیات ، طب ، کیمیا ، موسیقی ، اصولِ دین یعنی توحید ، فقہ ، حدیث تفسیر ، فنونِ ادب یعنی بلاغت ، تاریخ ، قصص ، سفر نامے ، خطبات ، شعرا کے مختلف دواوین اور لغت پر کتابیں تھیں ۔ ہر فن کی کتابوں کیلئے ایک الگ کمرہ مخصوص تھا اور جملہ ذخیرۂ کتب نہایت عمدہ اور باقاعدہ طریقے سے محفوظ تھا ۔ [۲۸]

خزائن القصور میں کتابیں فقہ ، نحو ، لغت ، حدیث ، تاریخ ، سیرۃ السلاطین ، نجوم ، ریاضیات اور کیمیا کی اصناف میں منقسم تھیں ۔ اسی طرح فاطمی دور کے مشہور وزیر ابن کلس کے کتب خانے میں قرآنِ عزیز ، حدیث ، فقہ ، ادب اور طب کے لحاظ سے درجہ بندی کی گئی تھی ۔ [۲۹]

عہد اکبری میں شاہی کتب خانے کی تمام کتب کو زبانوں کے اعتبار سے تقسیم کیا گیا تھا ، یعنی ہندی ، فارسی ، یونانی ، کشمیری اور عربی زبان کی کتابیں جدا جدا تھیں ۔ [۳۰] لیکن کتب کو موجودہ دور کی ترتیب کے برعکس ایک دوسرے کے اوپر رکھا جاتا تھا اور انہیں مضمون وار ترتیب دیا جاتا اور ہر کتاب کی پشت پر اس کے مصنف کا نام اور

---

[۲۶] ابن ابی اصیبعہ محولہ بالا جلد ، ۳ ص ۶ / نکلسن اے لٹریری ہسٹری آف دی عربز لندن کیمبرج یونیورسٹی پریس ، ۱۹۷۷ء ، ص ۲۶۶

[۲۷] المقدسی المعروف بشاری ۔ محولہ بالا ۔ ص ۲۳۹

[۲۸] مجموعة اخیار اسلامی اندلس کی ایک جامع تاریخ مترجم محمد زکریا یامائل دھلی ۔ انجمن ترقی اردو ہند ۱۹۲۲ء ، ص ۱۵

[۲۹] احمد شبلی ۔ محولہ بالا ۔ ص ۷۸

عنوان درج کیا جاتا تھا ۔ کتب خانوں کی الماریوں کے ہر خانے میں موجود کتب کے متعلق معلومات ایک الگ کاغذ پر درج کر کے متعلقہ خانوں پر چسپاں کر دی جاتی تھیں ۔ [۳۱]

کتابوں کی الماریاں کھلی ہوتی تھیں اور ہر شخص کو کتابوں تک براہِ راست رسائی حاصل تھی ۔ تاہم بعض نادر اور قیمتی مسودات مقفل الماریوں میں رکھے جاتے تھے اور استفادے کے لیے مجلس انتظامیہ سے اجازت لینی پڑتی تھی ۔ [۳۲]

کیٹلاگ سازی

کیٹلاگ سازی یا فہرستِ کتب ہمیشہ کتب خانے کی کلید رہی ہے ۔ مسلمان اس کی اہمیت اور ضرورت سے پوری طرح واقف تھے ۔ اس لئے انہوں نے اپنے کتب خانوں کے علمی ذخائر کے کیٹلاگ مرتب کیے ۔ یہ کیٹلاگ مضمون وار مرتب شدہ تھے اور مواد کو اپنے مضمون کی حدود میں ترتیب دیا گیا تھا ،گویا کہ کیٹلاگ درجہ بند ادخالِ کتب (Classified Accession List) کی مانند تھے ۔ [۳۳]

کیٹلاگ کسی ایک کتب خانے تک محدود نہ تھا ، بلکہ ہر بڑے کتب خانے میں کیٹلاگ یا فہرستیں کتابی صورت میں اور کئی کئی جلدوں میں موجود تھیں ، تاکہ ان کی مدد سے پڑھنے والے کتابوں سے بہ آسانی استفادہ کر سکیں ۔ [۳۴] چنانچہ علی بن یحییٰ (متوفی ۹۴۳ ھ) کے خزینۃ الحکمہ کے کیٹلاگ کا پتہ اس واقعہ سے چلا کہ " ایک کتاب کی تلاش میں مامون الرشید نے خزینۃ الحکمہ کی فہرست (کیٹلاگ) طلب کی لیکن اس نے کتاب مطلوبہ کا نام درج نہ پایا تو خلیفہ کو حیرت ہوئی کہ ایسی کتاب فہرست (کیٹلاک) میں درج ہونے سے کیسے رہ گئی ؟ ۔ [۳۵]

---

[۳۰] ابو الفضل محوالہ بالا ص ۱۹۰ ۔
[۳۱] اولگا نیٹو ۔ محولہ بالا ص ۲۲۹ ۔ [۳۲] ایضاً
[۳۳] ایلمر ڈی ۔ جانسن ۔ محولہ بالا ۔ ص ۹۴
[۳۴] اولگا نیٹو ۔ محولہ بالا ۔ ص ۲۳۰

عضد الدولہ (متوفی ۹۳۸ ھ) کے کتب خانے میں موجود تمام کتابوں کی فہرست تھی جس میں کتابوں کے عنوانات درج تھے ۔ [۳٦]

ساسانی خاندان کے فرماں روا نوح بن منصور کے کتب خانے کے کیٹلاگ سے متعلق ابن سینا کا قول ھے کہ " میں نے تمام یونانی مصنفین کی کتابوں کا کیٹلاگ دیکھا اور اپنے مضمون یا موضوع کی کتابوں کو تلاش کیا ۔ [۳۷]

الحکم ثانی اموی کے کتب خانے کا کیٹلاگ بقول ابن حزم چوالیس جلدوں پر محتوی تھا اور ھر فہرست بیس صفحات پر مشتمل تھی ۔ [۳۸] بقول ابن خلدون یہ کیٹلاگ صرف دواوین کا تھا ۔ [۳۹]

ابو القاسم اسماعیل بن عبّاد المعروف صاحب بن عبّاد کے کتب خانے کا کیٹلاگ دس جلدوں پر مشتمل تھا ۔ [۴۰] مدرسہ نظامیہ بغداد کی فہرست میں چھ ھزار کتابیں درج تھیں [۴۱]

خلیفہ المستنصر باللّٰہ کا کتب خانہ قائم ھوا تو ذاتی کتب خانے کے مہتمم ضیاء الدین احمد اور شیخ عبد العزیز بن دلف نے مضمون وار کیٹلاگ مرتب کیے ۔ [۴۲]

علامہ ابن حجر عسقلانی نے مدرسہ محمودیہ کے کتب خانے کے دو کیٹلاگ مرتب کیے ، ان میں سے ایک ھجائی دوسرا مضامینی لحاظ سے تھا ۔

مسلمان صرف انفرادی کتب خانوں کے کیٹلاگ تیار کرنے تک

---

۳۵ ـ احمد شبلی ـ محولہ بالا ـ ص ۷۰

۳٦ ـ العقدس المعروف بالبشاری ـ محولہ بالا ـ ص ۴۴۹

۳۷ ـ ابن ابی اصیبعہ ـ محولہ بالا ـ جلد ۳ ، ص ٦

۳۸ ـ احمد المقری ـ نفخ الطب مصر ، عیسی البابی الحلبی و شرکاہ دون تاریخ جلد ۳ ، ص ۲۴۹

۳۹ ـ عبد الرحمان ابن خلدون ـ تاریخ ابن خلدون ـ ایران اندلس و خلفائے مصر ـ کراچی نفیس اکیڈمی، ۱۹٦٦ء ج ۵ ص ۳۲۲

۴۰ ـ یاقوت ـ محولہ بالا ـ جلد ۲ ، ص ۳۱۵

۴۱ ـ احمد شبلی ـ محولہ بالا ـ ص ۷۰

محدود نہیں رہے ، بلکہ انہوں نے چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) میں دنیا کو پہلی دفعہ یونین کیٹلاگ مہیا کیا چنانچہ ۳۷۷ ھ (۹۸۷ء) میں ابی یعقوب محمد بن اسحاق ابن ندیم نے مشہور زمانہ " الفہرست " مرتب کی جس کی بیک وقت کئی حیثیتیں ہیں ۔ اگر دنیا کے مروّج ضابطہ ہائے کیٹلاگ سازی کو مدنظر رکھا جائے تو اسے دنیا کا پہلا کیٹلاگ اور فہرست کتب و مصنفین کہنا بہتر ہوگا ۔ [۲۳] یہ کتابیات بھی بنیں اور کتابیات بھی ایسی کہ اس کتابیات نے فنِ کیٹلاگ سازی کو جنم دیا اور مغربی دنیا نے اس کی پیروی کی ۔ پھر ابن ندیم کی فہرست یونین کیٹلاگ کا اولین نمونہ بھی ہے ، جس نے کیٹلاگ سازی میں ایک نئی طرز کی بنیاد ڈالی ۔ [۲۴]

الظاہر کے وزیر ابوالقاسم علی بن احمد الجرجانی نے کتب خانہ دارالعلم القاہرہ کی کتابوں کی نئے سرے سے فہرست مرتب کرائی ۔ [۲۵]

خزائن القصور کے ہر خزانے کے دروازے پر اس میں موجود کتابوں کے ناموں یا عنوانات پر مشتمل ایک بورڈ آویزاں کیا جاتا تھا ۔

شعبۂ اجرائے کتب

قرون وسطی میں اسلامی کتب خانوں میں علمی مواد کا استفادہ صرف کتب خانے کی عمارت تک محدود نہ تھا بلکہ موجودہ دور کے کتب خانوں کی طرح اجرائے کتب ضروری اور مستحسن سمجھاجاتا تھا ۔ ابن جماعۃ فرماتے ہیں کہ کتابوں کا لینا دینا نہایت قابلِ تعریف فعل ہے بشرطیکہ لینے اور

---

[۲۲] احمد شبلی ۔ محولہ ۔ ص ۷۱

[۲۳] ابن ندیم ۔ الفہرست مترجم ۔ محولہ بالا ۔ ص ۵

[۲۴] سید جلال الدین حیدر ۔ فن کیٹلاگ سازی کی تاریخ ۔ " پاکستان لائبریری بولیٹن ۔ کراچی لائبریری پروموشن بیورو ص ۷ ۔ جلد ۱۲

[۲۵] القفطی ۔ محولہ بالا ۔ عربی ۔ ص ۲۲

دینے والے کو کوئی نقصان نہ ہو ۔ [۴٦] کتابوں کا مستعار دینا اجر و ثواب کا باعث سمجھا جاتا تھا ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دوسروں تک احادیث پہنچانے والے پر سب سے پہلے رحمت یہ نازل ہوتی ہے کہ دوسروں کو کتابیں مستعار دینے کا موقع ملتا ہے ۔ [۴۷] اس لئے بادلِ نخواستہ بھی دوسروں کو کتابیں مستعار دیتے تھے ۔ ابو العتاھیہ نے ایک شخص کو کتاب مستعار دینے سے انکار کر دیا ، لیکن جب اس نے یاد دلایا کہ اس شخص پر خدا کا انعام ہوتا ہے جو کسی کام کو ناپسند کرنے کے باوجود کر ڈالے تو انہوں نے فوراً اسے کتاب دے دی ۔ [۴۸] امام ابن خاضبہ دقاق بغدادی بلند پایہ حافظِ حدیث اور اہلِ علم کے پیشوا تھے ۔ جب کوئی شخص ان سے کتاب مستعار دینے کی درخواست کرتا تو آپ کبھی اس کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے ۔ اگر مطلوبہ کتاب آپ کے پاس نہ ہوتی تو جہاں سے مل سکتی وہاں کا پتہ بتا دیتے ۔ [۴۹] اسی طرح امام ابن الالناطی مصری شافعی جو باکمال حافظِ حدیث تھے ، اپنی کتابیں عاریتاً دینے میں فراخ دست واقع ہوئے تھے ۔ [۵۰]

ابوحیان محمد بن یوسف بن علی غرطائی مشہور نجومی کا کا قول ہے کہ میں نے کبھی کوئی کتاب نہیں خریدی ۔ جب کبھی کسی کتاب کی ضرورت پڑی تو کسی کتب خانے سے مستعار لے لیتا تھا ۔ اگر میں رقم ادھار لے کر کتابیں خریدنا چاہتا تو مجھے کوئی بھی رقم نہ دیتا ۔ [۵۱]

---

[۴٦] ابن جامعہ ۔ تذکرہ السامع و المتکلم ۔ حیدر آباد دکن : المعارف العثمانیہ ، ۱۳۵۳ ھ ۔ ص ۱٦۷ ۔

[۴۷] احمد شبلی ۔ محولہ بالا ۔ ص ۷۱

[۴۸] تذکرہ سامع ص ۱٦۷ ۔ ۱٦۸

[۴۹] امام ابوعبداللہ شمس الدین محمد الزھبی ۔ تزکرۃ الحفاظ مترجم محمّد اسحاق ۔ لاہور : اسلامک پبلشنگ ہاؤس ، ۱۴۰۱ ھ ۔ جلد ۴ ۔ ص ۸۲۱

[۵۰] ایضاً ص ۹۵۴

محمد ابن حزم قرطبی نے جو سکول میں مدرس تھے ،نہایت کشادہ دلی سے قرطبہ کے علما کی ایک کثیر تعداد کو اپنے کتب خانے سے استفادے کی اجازت دے رکھتی تھی ۔ [٥٢] یہی بات علی ابن یحیٰ المنّجم اور بہت سے دیگر حضرات سے دیگر حضرات سے متعلق کہی جاتی ہے ۔ [٥٣]

تاہم کتب خانوں سے کتابیں مستعار لینے کے کچھ قواعد و ضوابط تھے ، مثلاً درالعلم الحاکم فاطمی سے صرف قاہرہ کے باشندے ہی کتابیں عاریتاً حاصل کر سکتے تھے ۔ [٥٤] بعض کتب خانے زر ضمانت پر کتب دیتے تھے ، لیکن قابلِ اعتماد لوگ اس سے مستثنیٰ تھے ۔ چنانچہ یاقوت لکھتا ہے کہ مرو کے کتب خانہ الضمیرہ سے میں نے بیک وقت دو سو کتابیں بلاِ زرضمانت مستعار لیں ، حالانکہ ان کی قیمت دو سو دینار کسے لگ بھگ تھی ۔ [٥٥] بعض دفعہ کتب خانوں سے اہل علم کتابیں بلا روک ٹوک لے بھی جاتے تھے ، جیسے حضرت نظام الدین اولیاءکے قائم کردہ کتب خانے سے شیخ سراج الدین گوری کتابیں لے گئے تھے ۔ [٥٦] کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کتب خانے میں کتابیں وقف کرنے والے حضرات کچھ پابندیاں عائد کر دیتے تھے ، مثلاً قاضی ابن حیان نیشا پوری نے پابندی لگا دی تھی کہ ان کی وقف شدہ کتابیں کسی صورت میں

---

[٥١] شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی الدرر الکامنہ فی اعئیان المائۃ الشامنتہ ۔ القاہرہ ؟ دار الکتب الحدیثیہ دون تاریخ ۔ الجز الخامس، ص ٦٧

[٥٢] اولگا نیٹو ۔ محولہ بالا ۔ ص ٢٣٣

[٥٣] ایضاً

[٥٤] ابن عبد البر ۔ جامع بیان العلم و فضلہ مترجم العلم و العلماء مترجم عبد الرزاق طبع (مقدمہ) لاہور ادارہ اسلامیات ، ١٩٧٧ء ۔ ص ٢٦

[٥٥] شہاب الدین یاقوت بن عبد اللہ الحمدی رومی ، معجم الادبا المعروف با ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیر : مصر ؟ ۔ مطبعۃ ہندیہ بالموسکی ، ١٩٣٠ء ۔ ج ، ص ١١٤

کتب خانے کی حدود سے باہر لے جانے کی اجازت نہیں ۔ در اصل یہ پابندیاں اس لیے تھیں کہ بہت سی مستعار دی گئی کتب واپس نہیں آتی تھیں ۔ ابن صارم نے اس بارے میں چند اشعار کہے ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ " جو کوئی میری کتاب مستعار لے اور پھر اپنے پاس رکھ چھوڑے وہ یقیناً شریف نہیں ، بلکہ بد نسل اور غدار ہے ۔ " [۵۷] مدرسۃ محمودیہ مصر کے کتب خانے کے صاحبِ کتب خانہ جمال الدین محمود بن علی نے بھی وصیت کی تھی کہ " کوئی کتاب کتب خانے کی عمارت سے باہر نہ جائے گی ۔ " [۵۸]

کتاب مستعار لینے والے سے پُرزور درخواست کی جاتی تھی کہ وہ کتاب کی حفاظت کرے اور مالک کی اجازت کے بغیر کسی قسم کی اصلاح نہ کرے ۔ حاشیہ اور کتاب کے اول و آخر پر لکھنے سے اجتناب کرے ۔ البتہ مالک کی اجازت کا یقین ہو تو کتاب کا خلاصہ لکھ سکتا ہے ۔ مستعار لی گئی کتابیں ناقابلِ انتقال تھیں اور نہ کہیں بطور ضمانت رکھی جا سکتی تھیں ۔ مالک کے تقاضے پر کتاب فوراً واپس کرنا ضروری تھا اور اس کے بعد اپنے پاس رکھنا خلافِ ضابطہ تھا ۔ اگر تقاضا نہ بھی ہو تو بھی کتاب واپس کرنے میں سستی کرنے کو روا نہیں سمجھا جاتا تھا اور کتاب لینے والے پر واجب تھا کہ وہ کتاب دینے والے کا شکر گزار ہو ۔ [۵۹] بعض کتب خانوں میں جیسے قاہرہ کا دارلعلم تھا کاغذ قلم اور روشنائی مفت مہیا کیے جاتی تھی ۔ [۶۰]

حوالہ جاتی خدمات

گزشتہ اوراق میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ کتب خانے

---

۵۶ ۔ عبد الحق محدث دہلوی ۔ اخبار الاخیار ۔ ترجمہ مولانا اقبال الدین احمد کراچی ۔ دار الاشاعت ، ۱۹۶۸ء ص ۱۶۳

۵۷ ۔ اولگا نیٹو ۔ محولہ بالا ۔ ص ۲۳۲

۵۸ ۔ المقریزی ۔ الخطط ۔ جلد ۲ ، ص ۳۹۵

۵۹ ۔ ابن جماعۃ ۔ محولہ بالا ۔ ص ۱۶۸ ۔ ۱۶۹

میں کھلی اور مقفل الماریوں میں کتابیں رکھی جاتی تھیں ، مزید یہ کہ کتابیں مستعار لی جا سکتی تھیں ۔ لیکن قارئین کی اکثریت ایسی تھی جو کتب خانوں میں بیٹھ کر علمی استفادہ کرتی تھی ، لہذا کتب خانوں میں تعینات ناظم حضرات اور دیگر عملہ قارئین کی مدد کرتا تھا ۔ ڈاکٹر احمد شبلی نے مہتمم کتب خانے کے فرائض پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ " وہ مطالعہ کرنے والوں کو ہر طرح کی سہولت باہم پہنچاتا تھا ، علمی اور فنی مشورے دیا کرتا تھا ۔ [٦١] " بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ قرونِ وسطی میں مسلمانوں نے موجودہ دور کے Intelectual Accessibility کے نظریے کو وجود بخشا تو بے جا نہ ہوگا ۔ بیت الحکمہ کے نائب مہتمم سلم نے قارئین کی دانشورانہ دسترس کے لیے فارسی سے عربی میں تراجم کیے ۔ [٦٢]

مدرسۃ المستنصریہ کے کتب خانے میں العمال ابراہیم حذیفہ ، محمد بن سعید اور ان کے بیٹے عبدالرحیم جیسے علما کا بطور مناول تقرر اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ کتب خانوں میں حوالہ جاتی خدمات بھی مہیا کی جاتی تھیں ۔ [٦٣] اسی طرح الصولی کے کتب خانے میں اہل علم کو کتابیں خدمت گار مہیا کیا کرتے تھے ۔

کتب خانوں کی مالی حالت

کسی کتب خانے کی مالی حالت ہی اس کے ذخیرہ ، عملہ اور دیگر سہولیات کو متعین کرتی ہے ۔ قرونِ وسطی میں مسلمانوں نے " کتب خانوں کے لیے اوقاف قائم کیے جن کی آمدنی سے عمارت کی دیکھ بھال ، کتابوں کی خریداری اور

---

[٦٠] حسن ابراہیم حسن ۔ تاریخ الدولۃ الفاطمیہ فی المغرب و مصر و سوریہ و بلاد عرب القاہرہ ۔ مکتبۃ النہضۃ المصریہ ١٩٦٢ء ، م ص ٣٢٨

[٦١] احمد شبلی ۔ محولہ بالا ۔ ص ٤٣

[٦٢] محمد ابن اسحاق ابن ندیم ۔ محولہ بالا ۔ ص ٢٨٣

علمے کی تنخواہ کا کام چلتا تھا ۔ [٦٢]

دارالعلم اور اس کے کتب خانے کے مستقل مصارف برداشت کرنے کے لیے مصر کے علاقہ فسطاط میں بہت سی جاگیریں وقف کی گئی تھیں ۔ دارالعلم کے سالانہ بجٹ کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

کاغذ برائے نقل نویساں :	٩٠ دینار
ناظم کتب خانہ :	٤٨ دینار
خدمت گار :	١٥ دینار
قارئین کے لیے کاغذ قلم و روشنائی :	١٢ دینار
عبادانی چٹائیاں :	١٠ دینار
موسم سرما میں اونی قالین :	٥ دینار
موسم سرما میں نمدے :	٤ دینار
پردوں کی مرمت : [٦٥]	١ دینار

مدرسہ المستنصریہ کے مہتمم کتب خانہ کو پانچ سیر روٹی ، دو سیر گوشت اور دس دینار ماہانہ دیے جاتے تھےاور اسی کتب خانے کے " مناول " کو اجرت دو سیر روٹی اور سالن اور دو دینار تھی ۔ [٦٦]

محمد بن عبدالملک الزیات کے مترجمین اور کاتبوں کے معاوضے کا ماہانہ خرچ دو ہزار دینا تھا ۔ [٦٧]

غرضیکہ مسلمانوں نے قرونِ وسطیٰ[١] میں اپنے کتب خانوں کے لیے آرام دہ عمارت تعمیر کرائیں ۔ پھر اُن میں زمانے بھر کی کتابوں کو جمع کیا ۔ اُن کتابوں کی درجہ بندی کی ، فہرستیں تیار کیں اور قارئین کے مطالعہ و تحقیق کے لئے کتب خانوں کے عملے نے بھرپور مدد کی ۔ گھر پر یا کتب خانے سے باہر کتابیں مستعار دینے کو لائقِ تعریف گردانا اور اِس طرح کتب خانوں کے قیام کی غرض و غایت پوری کی ۔

---

[٦٣] احمد شبلی ۔ محولہ بالا ۔ ص ٨٠ [٦٤] ایضاً

[٦٥] المقریزی ۔ محولہ بالا ج ١ ، ص ٤٥٩

[٦٦] احمد شبلی ۔ محولہ بالا ۔ ص ٨١

[٦٧] ابنِ ابی اصیبعہ ۔ محولہ بالا ۔ ج ١ ، ص ٢٠٦ ؟